حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت کا تحقیقی جائزہ

(از شہاب الدین انصاری ایم۔ اے)

هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ (یونس: ۵)

زمانے سے یہ موضوع ایسا ہے جو بہت ہی بحث کا رہا ہے محققین اور مورخین نے عام طور پر اور خاص طور پر عیسوی تقویموں کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی مختلف تاریخوں کا تعین کیا ہے، جس سے یہ پتہ لگانا کہ کون سی تاریخ صحیح ہے اور کون سی نہیں، مشکل کام ہے۔ یہ طے امر ہے کہ اتنی تاریخوں میں سے سبھی تاریخیں صحیح نہیں ہو سکتیں۔ پھر وہ کون سی ایسی تاریخ ہوگی جو صحیح ہوگی؟ اسی کی تلاش پر یہ تحقیق مبنی ہے۔ اس سلسلہ میں اپنے محدود علم کے مطابق اختصار کے ساتھ پہلے قمری تاریخوں کا اور بعد میں عیسوی تاریخوں کا جائزہ پیش کرنے کی سعی کر رہا ہوں تاکہ ہر تاریخ کی اپنی انفرادی حیثیت معلوم ہو جائے کہ وہ کہاں تک درست ہے۔

سیرت کی کتابوں کا مطالعہ کرنے سے یہ حقائق سامنے آتے ہیں کہ ۳۰۰ھ کے بعد جو بھی سیرت کی کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں آپ کی تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاول کے علاوہ کچھ دوسری تاریخیں بھی ساتھ میں نقل کی گئی ہیں اس طرح سے زمانہ گذرنے کے ساتھ ساتھ یہ اختلاف کی خندق بھی گہری ہوتی گئی ہے۔ محققین اپنی تحقیق کی بنا پر اپنی خود کی متعین کی ہوئی تاریخوں کا اضافہ کرتے رہے ہیں (خاص طور پر عیسوی تاریخوں میں) جس سے یہ مسئلہ کچھ زیادہ ہی پیچیدہ ہوتا چلا گیا۔ بعد کے مورخین و اہل سیر حضور ﷺ کی تاریخ ولادت کے سلسلہ میں مختلف رائے رکھتے ہیں۔

بعض کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت عام الفیل کے واقعہ سے ۱۵ سال قبل ہوئی۔ جبکہ دوسرے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کی ولادت اس واقعہ سے ۳۰ سال یا ۴۰ سال کے بعد ہوئی[1] یہاں تک کہ بعض مورخین کا یہ دعویٰ ہے کہ آپ کی ولادت اس واقعہ سے ۵۰ دن یا ۵۵ دن بعد ہوئی[2]

ینصیھابرأیہ ولذا قال فیہ الشیخ احمد شاکر فی تعلیقہ علیہ عشن الدام
حمد انہ حدیث لا اصل لہ“ [1]

علامہ زرقانی لکھتے ہیں ؛

(۱) ”ان حدیث ابن عباس ھذا غیر صحیح لان الترمذی قال فی تخریجہ انہ حسن غریب لا یعرف الا من طریق یزید الفارسی عن ابن عباس و یزید ھذا مجہول الحال لا یصح الاعتماد علی حدیثہ الذی انفرد بہ فی ترتیب القرآن۔

(۲) انہ علی فرض صحتہ یجوز ان جواب عثمان لابن عباس کان قبل ان یعلم بالتوقیف م علمہ بعد ذلک“۔ [2]

علامہ طیبی حضرت ابن عباس کے سوال کی توجیہ اس طرح بیان کرتے ہیں :

” قال الطیبی توجیہ السوال ان الانفال لیست من السبع الطوال لقصرہا من المائین لانہا سبع وسبعون آیۃ ولیست غیرہا لعدم الفصل بینہا و بین براءۃ فاجاب عثمان رضی اللہ عنہ بما یشبہ کل ما وجدہ فعلم من جوابہ ان الانفال والبراءۃ نزلتا منزلۃ سورۃ واحدۃ وکملت السبع الطوال لہا“۔ [3]

دوسرا قول جو ابن عطیہ کا ہے اس کا جواب مناع قطان اس طرح دیتے ہیں۔

” الذی یری ان بعض السور ترتیبہا توقیفی و بعضہا ترتیبہ اجتہادی فان ادلتہ ترتکن علی ذکر النصوص الدالۃ علی ماھو توقیفی۔ اما القسم الاجتہادی فانہ لا یستند لی دلیل یدل علی ان ترتیبہ اجتہادی“۔ [4]

امام بیہقی جن کی طرف علامہ سیوطی کا بھی میلان ہے علامہ آلوسی ان کا جواب یہ دیتے ہیں ؛

” ذھب البیہقی الی ان جمیع السور ترتیبہا توقیفی الا براءۃ والانفال وللہ انشرح صدر الامام السیوطی لما ضاق ذرعا عن الجواب۔ والذی ینشرح لہ صدر ھذا الفقیر ھو ما انشرحت لہ صدور الجمع الغفیر من ان ما بین اللوحین الآن موافق لما فی اللوح من

باقی صفحہ ۳۰ پر

---

[1] مباحث فی علوم القرآن مناع قطان ص ۱۴۴ [2] مناہل العرفان فی علوم القرآن

[3] حاشیہ ترمذی ص ۱۳۴ [4] مباحث فی علوم القرآن مناع القطان۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت کا تحقیقی جائزہ

(شہاب الدین انصاری ایم۔ اے)

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَ الْحِسَابَ ؕ (یونس: ۵)

دراصل یہ موضوع ایسا ہے جو بہت پیچیدہ ہے۔ محققین اور مورخین نے عام طور پر قمری اور خاص طور پر عیسوی تقویموں کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی مختلف تاریخوں کا تعین کیا ہے، جس سے یہ پتہ لگانا کہ کون سی تاریخ صحیح ہے اور کون سی نہیں، مشکل کام ہے۔ پہلے امر یہ ہے کہ اتنی تاریخوں میں سے سبھی تاریخیں صحیح نہیں ہو سکتیں۔ پھر وہ کون سی ایسی تاریخ ہوگی جو صحیح ہوگی؟ اسی کی تلاش پر یہ تحقیق مبنی ہے۔ اس سلسلہ میں اپنے محدود علم کے مطابق اختصار کے ساتھ پہلے قمری تاریخوں کا اور بعد میں عیسوی تاریخوں کا جائزہ پیش کرنے کی سعی کر رہا ہوں تاکہ ہر تاریخ کی اپنی انفرادی حیثیت معلوم ہو جائے کہ وہ کہاں تک درست ہے۔

سیرت کی کتابوں کا مطالعہ کرنے سے یہ حقائق سامنے آتے ہیں کہ ۳۰۰ھ کے بعد جو بھی سیرت کی کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں آپ کی تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاول کے علاوہ کچھ دوسری تاریخیں بھی ساتھ میں نقل کی گئی ہیں اس طرح سے زمانہ گذرنے کے ساتھ ساتھ یہ اختلاف کی خندق بھی گہری ہوتی گئی ہے۔ محققین اپنی تحقیق کی بنا پر اپنی خود کی متعین کی ہوئی تاریخوں کا اضافہ کرتے رہے ہیں (خاص طور پر عیسوی تاریخوں میں) جس سے یہ مسئلہ زیادہ ہی پیچیدہ ہوتا چلا گیا۔ بعض مورخین واہل سیر حضورؐ کی تاریخ ولادت کے سلسلہ میں مختلف رائے رکھتے ہیں۔

بعض کا کہنا ہے کہ آپؐ کی ولادت عام الفیل کے واقعہ سے ۱۵ سال قبل ہوئی۔ جبکہ دوسرے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپؐ کی ولادت اس واقعہ سے ۳۰ سال یا ۔۔۔ سال کے بعد ہوئی[1] یہاں تک کہ بعض مورخین کا یہ دعویٰ ہے کہ آپ کی ولادت اس واقعہ سے ۵۰ دن یا ۵۵ دن بعد ہوئی[2]

لیکن بقول ابن قتیبہ سب لوگوں کا سرکار دو عالم کے عام الفیل کے سال متولد ہونے پر اجماع و اتفاق ہے[۳]

جہاں تک ماہ ولادت کا سوال ہے، مورخین اس میں بھی متفق علیہ نہیں ہیں۔ بعض کا کہنا ہے کہ آپ کی ولادت محرم کے مہینہ میں ہوئی، بعض کا کہنا ہے کہ صفر کے مہینہ میں، جبکہ اور دوسرے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ کی ولادت رجب یا رمضان کے مہینہ میں ہوئی پھر بھی اکثر مورخین و اہل سیر کا اس امر پر اتفاق ہے کہ آپ کی ولادت ربیع الاول کے مہینہ میں ہوئی[۴]

جہاں مورخین آپ کی ولادت کے سال اور مہینہ میں اختلاف رکھتے ہیں وہیں وہ تاریخ اور دن میں بھی اختلاف کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں کچھ مورخین کا دعویٰ ہے کہ آپ کی ولادت ۲ ربیع الاول کو ہوئی جبکہ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ربیع الاول کی آٹھویں کو افق بطن آمنہ سے طلوع ہوئے[۶] جبکہ کچھ دوسرے محققین و مورخین کا دعویٰ ہے کہ آپ کی ولادت ۹ یا دس ربیع الاول کو ہوئی[۷] اس کے علاوہ شیعہ مورخین کی یہ رائے ہے کہ آپ کی ولادت ۱۷ ربیع الاول کو ہوئی[۸] ربیع الاول کی کون سی تاریخ تھی؟ اس بات میں اختلاف ہے، لیکن ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت جابر بن عبداللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے تھے، اس کی تصریح محمد بن اسحاق نے کی ہے۔ اور جمہور اہل علم میں یہی تاریخ مشہور ہے۔[۹]

جس طرح آپ کی پیدائش کے سال، مہینہ اور تاریخ میں اختلاف ہے۔ اسی طرح سے آپ کے یوم پیدائش کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ شیعہ محدثین کے درمیان یہ مشہور ہے کہ آنحضرت بروز جمعہ پیدا ہوئے[۱۰] جبکہ اہل سنت کے مطابق آپ کی ولادت بروز دوشنبہ ہوئی ہے،[۱۱] جو مستند روایات سے ثابت ہے۔

ان سارے اختلافات کے باوجود محدثین اور مورخین کا اس بات پر قریب قریب اجماع اور اتفاق ہے کہ اصحاب الفیل کا واقعہ محرم میں پیش آیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی پیدائش ربیع الاول میں ہوئی تھی۔ ولادت دوشنبہ کے دن ہوئی تھی، یہ بات خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کے سوال پر بیان فرمائی ہے (صحیح مسلم بروایت قتادہ) [۲]

ان سارے اختلافات کے باوجود اکثر مورخین و محدثین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ آپؐ کی ولادت عام الفیل کے سال میں ۱۲ ربیع الاول بروز دوشنبہ کو ہوئی۔ لیکن عام الفیل کا واقعہ کس سال میں ہوا، اس کے متعلق قرون اولیٰ کے اہل سیر خاموش ہیں، جبکہ بعد کے اہل سیر و مورخین نے اس کا تعین کیا ہے۔

عام الفیل کے واقعہ کا صحیح سال نہ معلوم ہونا ہی سارے اختلافات کا سبب ہے۔ کیونکہ ساری احادیث نبوی ۲۰۰ھ کے بعد میں ہی جمع کی گئیں اور بعد میں ان ہی احادیث سے سیرت کی اولین کتب مرتب کی گئی ہیں۔

قرون اولیٰ کے اہل سیر جنھوں نے حضورؐ کی سب سے پہلے سیر مرتب کی ہیں وہ ہیں موسیٰ بن عقبہ (م ۱۴۱ھ) ابن شہاب زہری (م ۱۲۴ھ)، محمد ابن اسحاق (م ۱۵۱ھ)، ابن عمر الواقدی (م ۲۰۷ھ) ابن ہشام عبدالملک (م ۲۱۳ھ) محمد ابن سعد (م ۲۳۰ھ) اور ابن جریر طبری (م ۳۱۰ھ) امام زہری اور موسیٰ ابن عقبہ کے علاوہ باقی سبھی اہل سیر کا ریکارڈ موجود ہے [۳]

ان کے علاوہ بعد میں جتنی بھی کتابیں لکھی گئی ہیں ان سے متاخر ہیں اور واقعات انہیں کتابوں سے لئے گئے ہیں۔ ان سبھی اہل سیر نے حضورؐ کی پیدائش سال عام الفیل میں ۱۲ ربیع الاول بروز دوشنبہ نقل کی ہے جو مستند روایات پر مبنی ہے، اس کے علاوہ قرون اولیٰ کے بعد جو بھی کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں حضور کی تاریخ ولادت کا اختلاف برابر گہرا ہوتا نظر آتا ہے۔ اہل سیر نے مختلف تاریخیں نقل کی ہیں، جن کی روایات اعتماد کے قابل نہیں ہیں۔ محدثین اور محققین نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔

رہی بات کہ تاریخ پیدائش کے سلسلہ میں اتنا اختلاف کیوں پیدا ہو گیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضورؐ کے زمانے میں عرب میں کوئی معقول تقویم رائج نہ تھی۔ وہاں پر دنوں اور سالوں کا شمار (LUNISOLAR CALENDAR) کے مطابق کرتے تھے اور قمری سال کو شمسی سال کے برابر کرنے کے لئے موٹے طور پر تین سال میں ایک زائد مہینہ کا اضافہ کرتے تھے اور

اس طرح سے قمری اور شمسی سال کی مطابقت قائم رکھتے تھے۔ لیکن عام طور پر لوگ سالوں کی گنتی کا حساب
کسی اہم واقعہ کو بنیاد بنا کر ہی کیا کرتے تھے [۱۴] جیسا کہ زہری اور شعبی سے مروی ہے کہ خانہ کعبہ کی
بنا سے پہلے بنی اسماعیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے کے واقعہ سے تاریخ
کا حساب کرتے تھے۔ پھر جب اسماعیل اور ابراہیم علیہما السلام نے کعبہ کی بنا ...
کعبہ سے تاریخ کا حساب کرنے لگے۔ البتہ جب یہ لوگ اِدھر اُدھر منتشر ہو ...
سے باہر ہو جاتا تھا وہ اپنی اس علیحدگی سے تاریخ کا حساب کرتا تھا ...
لوگ تہامہ میں رہ جاتے تھے وہ سعد ہند اور جُہَینَۃ بنی زید کے ...
تاریخ کا حساب لگاتے۔ یہ طریقہ کعب بن لوی کی موت تک جاری ...
... واقعہ فیل تک کعب کی موت سے تاریخ مقرر کی ...
ہونے لگا۔ یہ طریقہ حضرت عمرؓ کے زمانہ تک جاری ...
ہجرت سے تاریخ مقرر کی (تاریخ طبری) [۱۵]

ہجری تقویم کے رائج ہونے کے ...
وسائل کے مطابق اپنے تئیں حضورؐ کی پیدائش ...
کے مطابق پورا کرنے کی کوشش کی ہوگی۔ اور ...
کرنے کی سعی کی۔ اس کوشش کے ذیل میں ...
سے یہ اختلاف پیدا ہو گیا ... نتیجہ ...
اور یہ تمیز کرنا مشکل ہو گیا کہ کون ...
چونکہ یہ ایک مختصر ...
(ANALYSIS ... کرنے ...
انتخاب کیا ...
... اس تار...
... تحقیق ...

---

۲۰ اپریل ۵۷۱ء قدیم عیسوی کے مطابق ...

کی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ محمود پاشا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت جو مشہور اور صحیح روایات پر مبنی ہے اسے ہٹ کر ۹ ربیع الاول کا تعین کیوں اور کیسے کیا اور وہ کہاں تک صحیح ہے؟

... ربیع ... ۱۲ ... علماء کا اتفاق ہے کہ آپؐ کے

... محمود پاشا نے حضورؐ کی تاریخ ولادت

... ۶۳ سال انہوں نے قمری سال کے مطابق ...

... تقویم ... ہوئی۔ اس سے قبل اہل عرب

... تھی

... اور بعد میں اس کو صلاح و مشورہ سے

... حضورؐ ... سال کی عمر کے بارے میں جو احادیث ہیں

... کے مطابق ہی ہیں، نہ کہ ہجری تقویم کے مطابق۔ لیکن محمود

... کے مطابق ہی ۶۳ سال مان کر آپؐ کی ولادت کا سال

... ہے، جو ان کی بنیادی غلطی ہے جس سے ان کو سوموار کا دن ۱۲ ار

... اور انہیں سوموار ۹ ربیع الاول کا تعین ۵۳ ہجری قبل کرنا پڑا۔

... انہوں نے حضورؐ کی عمر رائج تقویمی نظام کو مدنظر رکھ کر ۶۳ سال مانی ہوتی اور ... ایک سال پیچھے، یعنی ۵۴ ہجری قبل میں تقویم دیکھتے یا حساب لگاتے تو ان کو یقینی ... پر ۱۲ ربیع الاول یا اس کے آس پاس دوشنبہ کا دن مل جاتا۔

چونکہ ۵۴ ہجری قبل کا سال عالمی تقویم کے مطابق یکشنبہ (اتوار) سے شروع ہوتا ہے۔ اس لئے اس تقویم کے مطابق ۱۳ ربیع الاول کو دوشنبہ کا دن آتا ہے۔ جیسا کہ حضورؐ کی ۱۲ ربیع الاول کو دوشنبہ کا دن آتا ہے۔ جیساکہ حضورؐ کی ولادت مکۃ المکرمہ کی مقامی رویت ہلال کے مطابق ہے۔ اس لئے عالمی قمری تقویم کی تاریخ میں ایک دن کا تفاوت کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ چاند کی تاریخ ایک مقام سے دوسرے مقام کی تاریخ سے ایک آدھ دن آگے

س طرح سے قمری اور شمسی سال کی مطابقت قائم رکھتے تھے۔ لیکن عام طور پہ لوگ سالوں کی گنتی کا حساب
ی اہم واقعہ کو بنیاد بنا کر ہی کیا کرتے تھے [۱۴]۔ جیسا کہ زہری اور شعبی سے مروی ہے کہ خانہ کعبہ کی
بنانے سے پہلے بنی اسماعیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے کے واقعہ سے تاریخ
احساب کرتے تھے۔ پھر جب اسماعیل اور ابراہیم علیہما السلام نے کعبہ کو بنایا تو بنی اسماعیل تعمیر
عبہ سے تاریخ کا حساب کرنے لگے۔ البتہ جب یہ لوگ اِدھر اُدھر منتشر ہونے لگے تو جو قبیلہ تہامہ
سے باہر ہو جاتا تھا وہ اپنی اس علیحدگی سے تاریخ کا حساب کرتا تھا اور بنی اسماعیل میں سے جو
وگ تہامہ میں رہ جاتے تھے وہ سعد ہند اور جُہَینہ بنی زید کے تہامہ سے خروج کے دن سے
اریخ کا حساب لگاتے۔ یہ طریقہ کعب بن لوی کی موت تک جاری رہا۔ اس کے بعد پھر بنی اسمٰعیل
نے واقعہ فیل تک کعب کی موت سے تاریخ مقرر کی۔ واقعہ فیل کے بعد اس سے تاریخ کا شمار
ونے لگا۔ یہ طریقہ حضرت عمرؓ کے زمانہ تک جاری رہا، پھر انہوں نے ۱۷ھ میں واقعہ
جرت سے تاریخ مقرر کی (تاریخ طبری) [۱۵]

ہجری تقویم کے رائج ہونے کے صدیوں بعد سیرت نگاروں مورخین و محققین نے اپنے
سائل کے مطابق اپنے تئیں حضورؐ کی پیدائش سے لیکر اس وقت تک کے وقفہ کو ہجری تقویم
ے مطابق پورا کرنے کی کوشش کی ہوگی۔ اور حضورؐ کی پیدائش کا سال ہجری تقویم کے مطابق تعین
رنے کی سعی کی۔ اس کوشش کے ذیل میں کچھ اور ضعیف اور غیر مستند روایات کو شامل کرنے
ے یہ اختلاف پیدا ہوگیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپؐ کے ولادت کی صحیح تاریخ بھی مشکوک ہوگئی
ور یہ تمیز کرنا مشکل ہوگیا کہ کون سی تاریخ صحیح ہے اور کون سی نہیں۔

چونکہ یہ ایک مختصر مضمون ہے اس لئے یہاں پر ہر ایک تاریخ کا الگ الگ تجزیہ
(ANALYSI کرنے کا موقع نہیں ہے۔ یہاں پر ہم نے صرف ایک تاریخ ۹ ربیع الاول
انتخاب کیا ہے، جس کا تعین محمود پاشا فلکی، جو فلکیات کے ایک مصری عالم تھے، نے کیا ہے
ر اس تاریخ کی بنیاد پر انہوں نے اس کے مطابق عیسوی تاریخ کا بھی تعین کیا ہے [۱۶]۔ ان کی
تحقیق کی بنیاد پر بعد کے بیشتر اہل سیر اور مورخین نے اس تاریخ کو اکثر اپنی سیرت و تاریخ

---

۲۰ اپریل ۵۷۱ء قدیم عیسوی کے مطابق اور ۲۲ اپریل ۵۷۱ء جدید عیسوی تقویم کے مطابق۔

کو ۱۲ ربیع الاول میں منتقل کیا ہے۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ محمود پاشا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت، جو مشہور اور صحیح روایات پر مبنی ہے، اسے ہٹ کر ۹ ربیع الاول کا تعین کیوں اور کیسے کیا اور وہ کہاں تک صحیح ہے؟

جیسا کہ مستند اور صحیح روایات سے ثابت ہے اور محدثین و اہل علم کا اتفاق ہے کہ آپ نے ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی ۱۱ھ۔ اس میں شک نہیں کہ محمود پاشا نے حضورؐ کی تاریخ ولادت کا تعین ۶۳ سال کے مطابق ہی کیا ہے۔ لیکن یہ ۶۳ سال انہوں نے قمری سال کے مطابق لئے ہیں۔

جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ ہجری تقویم ۱۷ھ سے رائج ہوئی۔ اس سے قبل اہل عرب قمری سال کو شمسی سال کے مطابق رکھنے کی مطابقت قائم رہتی تھی۔

چونکہ ہجری تقویم سرکاری طور پر ۱۷ھ میں رائج ہوئی اور بعد میں اس کو صلاح و مشورہ سے ہجرت کے سال سے شروع کیا گیا۔ اس لئے حضورؐ کی ۶۳ سال کی عمر کے بارے میں جو احادیث ہیں وہ یقیناً اس وقت رائج تقویمی نظام کے مطابق ہی ہیں، نہ کہ ہجری تقویم کے مطابق۔ لیکن محمود پاشا فلکی نے حضورؐ کی عمر ہجری سال کے مطابق ہی ۶۳ سال مان کر آپؐ کی ولادت کا سال ۵۳ ہجری قبل میں تعین کیا ہے، جو ان کی بنیادی غلطی ہے جس سے ان کو سوموار کا دن ۱۲ ربیع الاول کو نہ مل سکا اور انہیں سوموار ۹ ربیع الاول کا تعین ۵۳ ہجری قبل کرنا پڑا۔

اگر انہوں نے حضورؐ کی عمر رائج تقویمی نظام کو مدنظر رکھ کر ۶۳ سال مانی ہوتی اور وہ . . . ایک سال پیچھے، یعنی ۵۴ ہجری قبل میں تقویم دیکھتے یا حساب لگاتے تو ان کو یقینی طور پر ۱۲ ربیع الاول، یا اس کے آس پاس، دوشنبہ کا دن مل جاتا۔

چونکہ ۵۴ ہجری قبل کا سال عالمی تقویم کے مطابق یکشنبہ (اتوار) سے شروع ہوتا ہے۔ اس لئے اس تقویم کے مطابق ۱۳ ربیع الاول کو دوشنبہ کا دن آتا ہے۔ جیسا کہ حضورؐ کی ۱۲ ربیع الاول کو دوشنبہ کا دن آتا ہے۔ جیسا کہ حضورؐ کی ولادت مکۃ المکرمہ کی مقامی رویت ہلال کے مطابق ہے۔ اس لئے عالمی قمری تقویم کی تاریخ میں ایک دن کا تفاوت کوئی معنی نہیں رکھتا، کیونکہ چاند کی تاریخ ایک مقام سے دوسرے مقام کی تاریخ سے ایک آدھ دن آگے